امام مہدیؑ کے بارے میں جاوید احمد غامدی کے نظریے کا تحلیلی جائزہ

An Analytical Review of Javed Ahmad Ghamdi's Viewpoint about Imam Mahdi (AS)

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com

Note: All Copy Rights are Preserved.

Dr.Ghulam Abbas
PH.D. Quran and Educational Science, Almustafa International University Qom, Iran.
E-mail: ghulamabbas.kash@gmail.com

Abstract:

Belief in the appearance of Imam Mahdi (a.s.) in the end of times is unanimous among all Muslims. Infact, this belief is rooted in the Holy Qur'an and authentic hadiths from Holy prophet (PBUH). But, Mr. Javed Ahmad Ghamdi - a researcher of the 21st century – does not believe in this belief and declares it baseless.

Generally, he has three arguments for his claim: 1st, Imam Mahdi (a.s.) is not mentioned in the Quran. 2nd, all traditions narrated about Imam Mahdi (a.s.) are fabricated. 3rd, some correct hadiths in this regard apply to Umar bin Abdulaziz. He claims that the Holy Prophet's foretellings about Imam Mahdi (a.s.) apply to Umar bin Abdulaziz letter by letter and there is no need to wait for the appearance of Imam Mahdi.

This article evaluate the theory of Mr. Javed Ahmad Ghamdi finding it in contradiction with the principles set by himself. Moreover, it is against the Qur'an's teachings. Author has concluded that Mr. Ghamdi's theory is also in contradtion with correct and authentic hadiths.

At the end, Ghamdi's theory is rationally counterintuitive because, Umar bin Abdul Aziz himself did'nt know he is Imam

Mahdi. Also he is not mentioned in the Holy Qur'an as Imam Mahdi and no symptom of Imam Mahdi exist with him. So, Ghamdi's theory is in fact, his own opinion against the clear text of the Holy Qur'an.

Key words: Javed Ghamdi, Imam Mahdi, theory, analytical review, Umar bin Abdul Aziz.

خلاصہ

تمام مسلمانوں میں بالاتفاق تمام اختلافات کے باوجود امام مہدی(عج) کے ظہور کا عقیدہ پایا جاتا ہے اور یہ عقیدہ تمام مسالک نے قرآن اور احادیث صحیحہ سے استنباط کیا ہے۔ لیکن اکیسویں صدی کے ایک محقق جاوید احمد غامدی اس نظریے کی تردید کرکے ایک جدید نظریہ دیا ہے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ امام مہدی(عج) کا عقیدہ بے بنیاد ہے۔

بطور کلی ان کے تین دلائل ہیں۔ ایک یہ کہ امام مہدی(عج) کا ذکر قرآن میں نہیں دوسرا ساری روایات جو امام مہدی(عج) کے بارے میں نقل ہوئی ہیں من گھڑت اور موضوع ہیں۔ تیسری بات انہوں نے یہ کہی ہے کہ اگرچہ کچھ روایات صحیح ہیں لیکن وہ روایات عمر بن عبدالعزیز پر تطبیق کرتی ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی حرف بہ حرف ان کے بارے میں پوری ہو چکی۔ اب کسی امام مہدی(عج) کے انتظار کی ضرورت نہیں۔

غامدی صاحب کے اس نظریے کو انہیں کے مبادئ اور اصولوں پر جب پر کھا گیا تو ان کا یہ نظریہ اگرچہ خود قرآن کے بھی خلاف ہے، اسی طرح صریح اور متواتر نصوص کے بھی خلاف ہے۔ عقلی لحاظ سے بھی، خلاف عقل بھی ہے۔ اختصار کے پیش نظر اس مقالہ میں جاوید احمد غامدی صاحب کے موجودہ نظریے کی عقلی تحلیل کرنے کی کوشش کی گئی۔ جیسے عمر بن عبدالعزیز کو امام مہدی(عج) ہونے کی خود خبر نہ ہونا، عمر بن عبدالعزیز کا بھی قرآن میں ذکر نہ آنا، بہت سے مہم عقائد جو قرآن میں نہیں غامدی صاحب کا ان کا قائل ہونا، کسی ایک علامت کا بھی عمر بن عبدالعزیز پر تطبیق نہ کرنا، طول تاریخ کی عوام کو خبر نہ ہونا، عمر بن عبدالعزیز کا امام مہدی(عج) کے بارے میں الگ نظریہ رکھنا، نص کے مقابلہ میں غامدی صاحب کا اجتہاد کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

کلیدی کلمات: جاوید احمد غامدی، امام مہدی، نظریہ، تحلیلی جائزہ، عمر بن عبدالعزیز۔

تعارف

جاوید احمد غامدی کا شمار معاصر دانشمندوں میں سے ہوتا ہے جن کا ایک وسیع حلقہ خطاب ہے۔ یقینا جہاں ان کے نظریات و عقائد مسلم امت، بالخصوص نوجوانوں کی فکری ضیاء کا موجب ہیں، وہاں ان کے کئی نظریات و عقائد قابل تنقید ہیں۔ ان کے چند اجنبی عقائد و نظریات کچھ اس طرح سے ہیں کہ عورت، مرد کی امامت کروا سکتی ہے، شادی شدہ افراد کے زنا کی سزا رجم نہیں، بلکہ کوڑے ہیں۔[1] جانوروں کی حلیّت و حرمت کا معیار انسانی عقل و

فطرت ہے۔ لوگوں کی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے اسے بیان فطرت کے بجائے بیانِ شریعت سمجھا۔[2] سنت خبر واحد سے ثابت نہیں ہوتی، اس کا مأخذ امت کا اجماع ہے۔[3] اخبار آحاد سے دین میں کسی عقیدہ و عمل کا کوئی اضافہ نہیں ہوتا،[4] معروف و منکر کا معیار انسانی فطرت ہے۔[5] ریاست کسی چیز کو زکوۃ سے مستثنیٰ اور زکوۃ کا کوئی بھی نصاب مقرر کرنے کا حق رکھتی ہے۔[6] ارباب حل و عقد اگر چاہیں تو دیت کو نئے سرے سے مرتب کر سکتے ہیں،[7] مرتد کے قتل کی سزا زمانہ رسالت کے مشرکین کے لئے خاص ہے۔[8]

جاوید احمد غامدی کے اجنبی نظریات میں سے منجملہ یہ نظریہ ہے کہ کنوارے زانیوں کی طرح شادی شدہ زانیوں کی اصل سزا بھی سو کوڑے ہی ہے۔ رجم کی سزا اس وقت ہے جب زنا بالجبر کا ارتکاب کرے یا بدکاری کو پیشہ بنائے یا کھلم کھلا اوباشی پر اتر آئے۔[9] جنت میں جانے کا معیار قرآن میں بیان ہے، خدا اور آخرت پر یقین، اچھے اعمال کرنا اور جرائم سے دور رہنا، خواہ اب وہ مسلمان ہو، یہودی ہو یا کسی بھی مذاہب کو ماننے والا جنت کا حقدار ہے۔[10] داڑھی رکھنا دین کا کوئی حکم نہیں ہے، اسے باعث سعادت سمجھنا چاہیے، لیکن یہ دین کا کوئی حکم نہیں ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص داڑھی نہیں رکھتا تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی فرض یا واجب کا تارک ہے، یا اس نے کسی حرام کا یا ممنوع فعل کا ارتکاب کیا ہے۔[11]

جاوید احمد غامدی کے یہ تمام نظریات قابلِ نقد ہیں جن کا علمی جواب دینا ہر صاحب علم پر واجب ہے۔ لیکن اختصار کے پیش نظر اس تحقیق میں ہم صرف ان کے ایک نظریہ کا جواب دیں گے۔ انہوں نے اپنی کتاب میزان میں ایمانیات کی بحث صفحہ 177 میں ایک نظریہ اختراع کیا ہے کہ امام مہدی(عج) کا ظہور ہو چکا ہے اور وہ عمر بن عبدالعزیز تھے۔ دراصل، امام مہدی(عج) کے ظہور کا عقیدہ تمام مسلمانوں کا- اپنے تمام اختلافات کے باوجود- ایک مسلمہ عقیدہ ہے جس کی اکثر جزئیات پر بھی مسلمانوں میں اتفاق پایا جاتا ہے۔ جیسے امام مہدی کا نام، لقب، اولاد فاطمہ سے ہونا، مشرق سے زمین کا دھنسنا، گنے بغیر مال دینا، نعمتوں کی فراوانی، حتی ان کے ساتھیوں کی تعداد، ان کا دوران حکومت، ان کا پرچم کا رنگ، ان کی بیعت کی شرائط وغیرہ بالاتفاق ذکر ہیں۔ لیکن اکیسویں صدی کے محقق میاں جاوید احمد غامدی صاحب نے امام مہدی کے حوالے سے کئی بدیہیات کا انکار کیا ہے جو احادیث متواتر کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہیں۔

مسلمان علماء و دانشوروں کے امام مہدی(عج) کے بارے میں اس اتفاق کے باوجود جاوید احمد غامدی کا نظریہ یہ ہے کہ امام مہدی، وہی عمر بن عبدالعزیز ہیں جو گزر چکے ہیں۔ ظہورِ مہدی اور مسیح علیہ السلام کے آسمان سے نزول کو بھی قیامت کی علامات میں شمار کیا جاتا ہے، ہم نے ان کا ذکر نہیں کیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ ظہورِ مہدی کی روایتیں محدثانہ تنقید کے معیار پر پوری نہیں اترتیں، ان میں کچھ ضعیف ہیں اور کچھ موضوع ہیں، اس میں شبہ نہیں کہ بعض روایتوں میں جو سند کے لحاظ سے قابل قبول ہیں ایک فیاض خلیفہ کے آنے کی خبر دی گئی ہے، لیکن وقت نظر

سے غور کیا جائے تو صاف واضح ہو جاتا ہے کہ اس کا مصداق سیدنا عمر بن عبد العزیز تھے جو خیر القرون کے آخری خلیفہ بنے۔ نزول مسیح کی روایتوں کو اگرچہ محدثین نے بالعموم قبول کیا ہے، لیکن قرآن مجید کی روشنی میں دیکھیے تو وہ بھی محل نظر ہیں۔[12]

اس مقالہ میں کوشش کی گئی ہے کہ ان کے نظریے کو واضح انداز میں بیان کیا جائے اور ان کے اس نظریہ پر علمی انداز میں نقد کیا جائے۔

روش تحقیق

روش تحقیق توصیفی تحلیلی ہے۔ اس مقالہ میں کوشش یہ کی گئی ہے کہ جاوید احمد غامدی کے نظریہ کا عقلی محاکمہ کیا جائے اور نقلی دلائل کی جگہ عقلی استدلات پر زیادہ توجہ دی گئی جائے۔ اس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ عقلی دلائل استثناء پذیر نہیں ہوتے۔ انہیں سب قارئین بہتر انداز میں درک کر سکتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ امام مہدی(ع) کے عقیدے کے اثبات پر بہت سی کتب قرآن اور احادیث کی روشنی میں موجود ہی جنہیں خود ان کے اکابرین نے پوری دیانت اور تحقیق کے ساتھ کتابوں کو تحریر کیا ہے۔ امام مہدی(ع) کے بارے میں جو احادیث نقل ہوئی ہیں ان کی سند اور متن پر پوری طرح بحث کی ہے۔ اکثر روایات محدثانہ معیار پر پورا اترتی ہیں بلکہ قرآن کی کچھ آیات کی تفسیر ہیں۔ لہٰذا نقلی استدلال گویا تکرار مکررات ہوگا۔ نیز روایات سے استدلال کی ایک مشکل یہ بھی ہے کہ غامدی صاحب صرف اپنی مرضی کی روایات قبول کرتے ہیں۔ لہٰذا اس مقالہ میں غامدی صاحب کے نظریہ اور ان کے دلائل ان اصولوں کے پیش نظر پر عقلی تنقید کی گئی ہے جنہیں موصوف خود قبول کرتے ہیں۔

تحقیق حاضر کا ہدف

اس تحریر کا ہدف یہ ہے کہ غامدی صاحب یا دوسرے افراد کی طرف سے جو مسلمانوں کے اندر جو شکوک و شبہات پیدا کیے گئے ہیں ان سے اہل علم حضرات کو آگاہ کرنا اور ان کا علمی انداز میں نقد کرنا ہے تاکہ اہل علم حضرات قلم اٹھائیں اور ان کے دوسرے شبہات کا ابھی اسی روش سے جواب تیار کریں۔ خود غامدی صاحب اور اس طرح کی فکر کرنے والے افراد کو بھی توجہ دلانی ہے کہ جو شبہات انہوں نے ایجاد کیے وہ شبہات درست نہیں۔ اس لیے جب شبہہ ایجاد کریں تو ہمارے نقد پر توجہ بھی کریں۔

جاوید احمد غامدی صاحب کا امام مہدی(ع) کے بارے میں نظریہ

جاوید احمد غامدی کے بہت سے نظریات قرآن و حدیث کے صریح نصوص کے خلاف اور اہلِ سنت والجماعت کے اجماعی و اتفاقی عقائد سے متصادم ہیں، جس کے لئے ان کی کتاب المیزان کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اہل سنت والجماعت کی معتبر سائٹس پر بھی رجوع کر سکتے ہیں۔[13] جاوید احمد غامدی صاحب نے اپنی کتاب میزان میں قیامت کی دس نشانیاں بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ کہ امام مہدی(ع) کا کوئی ظہور نہیں ہونا، وہ

ظہور جس کے لوگ منتظر ہیں وہ ہو چکا ہے۔ ان کی امام مہدی(ع) سے متعلق تحریر کردہ عین عبارت یہ ہے:

" ظہور مہدی علیہ السلام اور مسیح علیہ السلام کے آسمان سے نزول کو بھی قیامت کی علامات میں شمار کیا جاتا ہے۔ ہم نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ظہور مہدی(ع) کی روایتیں محدثانہ تنقید کے معیار پر پوری نہیں اترتیں۔ ان میں کچھ ضعیف اور کچھ موضوع ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ بعض روایتوں میں جو سند کے لحاظ سے قابل قبول ہیں، ایک فیاض خلیفہ کے آنے کی خبر دی گئی ہے کہ ہے لیکن دقت نظر سے غور کیا جائے تو صاف واضح ہو جاتا ہے کہ اس کام کا مصداق سیدنا عمر بن عبدالعزیز تھے جو خیر القرون کے آخر میں خلیفہ بنے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی اُن کے حق میں حرف بہ حرف پوری ہو چکی ہے۔ اس کے لئے کسی مہدی موعود کے انتظار کی ضرورت نہیں ہے۔ نزول مسیحؑ کی روایتوں کو اگرچہ محدثین نے بالعموم قبول کیا ہے، لیکن قرآن مجید کی روشنی میں دیکھیے تو وہ بھی محلّ نظر ہیں۔"[14]

جاوید احمد غامدی کے دلائل

اگرچہ انہوں نے جب ایک نظریہ دیا ہے تو انہیں پہلے موجود نظریے کے رد پر دلائل بھی لکھنے چاہیے، پھر اپنے مدعا کے اثبات پر دلائل دینے چاہیے، لیکن کتاب میزان میں انہوں نے صرف یہ دعویٰ کیا کہ سب احادیث امام مہدی کے بارے میں جعلی اور بےبنیاد ہیں۔ باقی کوئی دلیل اس کتاب میں نہیں دی۔ اس تحریر میں ان کی کتاب میزان اور ان کی مختلف چینلز پر گفتگو کے دوران جو دلائل انہوں نے دیے ہیں انہیں جمع کیا گیا ہے۔ ان کے دلائل درج ذیل ہیں۔

1۔ قرآن میں امام مہدی(ع) کا ذکر نہ ہونا

ایک پروگرام میں جو یوٹیوب پر نشر ہو چکا ہے، ایک سوال کے جواب میں جاوید احمد غامدی صاحب نے کہا: کسی امر کے عقیدۂ اسلامی میں داخل ہونے کے لئے ضروری ہے کہ قرآن میں اس کا ذکر واضح طور پر ہو۔ قرآن میں صراحت کے ساتھ وہ عقیدہ موجود ہو۔ جہاں تک امام مہدی علیہ السلام کے عقیدہ کا تعلق ہے اس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔ امام مہدی علیہ السلام کی آمد کے قائلین صرف احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔ لیکن اس سلسلے کی احادیث انتہائی مضحکہ خیز اور بےبنیاد ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ عالم تو عالم، ایک معقولیت پسند آدمی ان متضاد، بےبنیاد اور مضحکہ خیز کہانیوں کو قبول نہیں کرے گا۔ ان کی ویب سائٹ پر کچھ تفصیلات ہیں۔[15]

ان کے مطابق امام مہدی(ع) کے ظہور کا عقیدہ جس قدر دین اسلام میں اہمیت اختیار کر گیا ہے اس اہمیت کے پیش نظر اسے قرآن میں صریح اور واضح طور پر ذکر ہونا چاہیے۔ چونکہ قرآن میں ہر قسم کی ہدایت موجود ہے تو امام مہدی(ع) کے بارے میں ہدایت کیوں نہیں ہے؟

2۔ امام مہدی(ع) کے بارے میں کوئی متواتر حدیث نہیں

جاوید احمد غامدی صاحب کا کہنا ہے کہ عام طور پر قرآن میں اسلامی عقائد ہیں اور حدیث میں اعمال کا ذکر ہے۔ قرآن میں مذکور عقائد اور حدیث میں مذکور اعمال پر کسی چیز کا اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لیے یہ کہنا صحیح نہیں کہ حضرت مہدی(ع) کی آمد کا عقیدہ اسلامی عقائد کا جز ہے۔ مزید برآں حضرت مہدی(ع) کی آمد کی پیشین گوئی معتبر نہیں ہے۔ دو بڑے مسلم علماء ابن خلدون اور علامہ تمنا عمادی نے روایۃً و درایۃً ان احادیث کی تحقیق کی ہے۔ ان کے مطابق اس طرح کی ساری روایتیں بے بنیاد ہیں۔ ان کے نزدیک امام مہدی(ع) کے بارے میں جو احادیث نقل ہوئی ہیں وہ یا ضعیف ہیں یا موضوع۔[16]

3۔ وہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز ہیں۔

ان کا کہنا ہے کہ اس میں شبہ نہیں کہ کچھ روایات جو سند کے لحاظ سے درست ہیں جن میں ایک فیاض خلیفہ کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ وہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز ہیں، جو خیر القرون کے آخر میں خلیفہ بنے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی اُن کے حق میں حرف بہ حرف پوری ہو چکی ہے۔

جاوید احمد غامدی صاحب کے دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ کچھ روایات جو امام مہدی(ع) کے بارے میں آئی ہیں، وہ سند کے لحاظ سے درست ہیں لیکن ان کا مصداق عمر بن عبدالعزیز ہیں نہ وہ امام جو لوگوں تصور پایا جاتا ہے کہ ایک امام آئے گا۔

اگر جاوید احمد غامدی صاحب کی گفتگو کو جمع کریں تو چند مطلب بنتے ہیں۔

1. امام مہدی(ع) کے بارے میں جو نظریہ مسلمانوں کے درمیان پایا جاتا ہے وہ بے بنیاد ہے۔
2. جس اہمیت کے ساتھ یہ عقیدہ مسلمانوں میں رائج ہے، اس حساب سے اتنا مہم عقیدہ قرآن میں صراحت کے ساتھ بیان ہونا چاہیے جو کہ نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ عقیدہ افواہ ہے۔
3. جو روایات امام مہدی(ع) کے بارے میں نقل ہوئی ہیں وہ ساری کی ساری من گھڑت اور جعلی ہیں۔ ابن خلدون نے انہیں جعلی قرار دیا ہے۔
4. کچھ روایات سند کے اعتبار سے درست ہیں، جو روایات درست ہیں ان میں ایک فیاض خلیفہ کی خبر دی گئی ہے، جو عمر بن عبدالعزیز تھے جو گزر گئے ہیں، اب کسی خلیفہ کے انتظار کی ضرورت نہیں۔

جاوید احمد غامدی صاحب کے نظریہ کا تنقیدی جائزہ

جاوید احمد غامدی صاحب کی تحقیق کے مطابق امام مہدی(ع) کے بارے میں تمام روایات بے بنیاد اور جعلی ہیں۔ قرآن میں اس نظریے پر کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔ جب کہ اس تحریر میں ہم نے دیکھا یا کہ نہ فقط احادیث کی روشنی

میں امام مہدی(ع) کے وجود پر بحث کی گئی ہے بلکہ قرآن کی مختلف آیات کی تفسیر میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں ان میں بھی امام مہدی(ع) کے ظہور کو بیان کیا گیا ہے۔ اسلام کی صحیح تعلیمات کے مطابق، قرآن میں کلیات کا ذکر ہے جزئیات کا ذکر ضروری نہیں، بہت سی جزئیات کا علم فقط احادیث سے ہی ہو سکتا ہے۔ اگرچہ ممکن ہے کہ بہت سی احادیث کی سند ضعیف ہو۔ لیکن محدثین نے احادیث کو پرکھنے کے جو معیارات اپنائے ہیں ان سے معتبر اور غیر معتبر احادیث جدا ہو جاتی ہیں۔ جاوید احمد غامدی صاحب نے بھی احادیث کو پرکھنے کے کوئی نئے معیارات نہیں اپنائے بلکہ ان کہنا بھی یہی ہے کہ احادیث محدثین کے معیارات پر پورا نہیں اترتی۔ اس مقالہ میں اختصار کے پیش نظر صرف اس نظریے کی عقلی تحلیل کی جائے گی اور نقضی نقد پیش کیا جائے گا اور اگلے شمارے میں ہماری کوشش ہو گی کہ وہ روایات جن میں امام مہدی(ع) کے ظہور ع کی پیشین گوئی کی گئی ہے ان کی سند اور متن کو علمی روش سے زیر بحث لایا جائے۔

1۔ امام مہدی ع کا ذکر قرآن میں نہیں، کے نظریے پر نقد

۱۔۱۔ غامدی صاحب کے مہم عقائد، قرآن میں نہیں

جاوید احمد غامدی صاحب کے مطابق کہ امام مہدی(ع) کا عقیدہ اتنا مہم عقیدہ ہے اگر یہ درست ہوتا تو اسے قرآن میں آنا چاہیئے، اب خود غامدی صاحب کے مہم عقائد کو دیکھیں تو وہ بھی قرآن میں نہیں، جیسے ان کا کہنا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کے معاملات کو بالکل نہیں جانتے اور لوگ ان سے اعلم ہیں۔ جسے صراحت کے ساتھ انہوں نے یوٹیوب چینل پر بیان کیا لیکن اپنی کتاب میں صحیح مسلم کی ایک حدیث کے ساتھ بیان کیا، جس کا کچھ ترجمہ یہ ہے: "میں بھی ایک انسان ہوں، جب میں تمہارے دین کے متعلق کوئی حکم دوں اسے لے لو اور جب میں اپنی رائے سے کچھ کہوں تو میری حیثیت بھی اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ میں ایک انسان ہوں۔۔۔ تم دنیاوی معاملات میں مجھ سے اعلم ہو۔" [17]

اصحاب رسول، پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیاوی معاملات میں بھی اعلم سمجھتے تھے، اور اگر پیغمبر دنیاوی معاملات کو بالکل نہیں جانتے تھے تو اتنا مہم عقیدہ قرآن میں آنا چاہیئے تھا وہ کیوں نہیں آیا؟ جب کہ قرآن پیغمبر کی مطلق اطاعت کا حکم دیتا ہے چاہے دنیاوی معاملات ہوں یا اخروی۔ اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک قرائت مروی ہے یاسات؟ چونکہ اس نظریے کے پیش نظر ہم نے اپنی نمازیں وغیرہ پڑھنی ہیں تو کیا اتنا مہم نظریہ قرآن میں ہے؟

۱۔۲۔ عمر بن عبدالعزیز کا ذکر بھی قرآن میں نہیں

جیسا کہ غامدی صاحب کا مدعا ہے کہ امام مہدیؑ کا تذکرہ چونکہ قرآن میں موجود نہیں اس لیے اس نظریے کو قبول نہیں کیا جا سکتا، اس کے مطابق عمر بن عبدالعزیز کا تذکرہ بھی قرآن میں موجود نہیں اسے کیسے مان لیں؟ اگر

سب علامات عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں سب علامات پائی بھی جائیں تب بھی انہیں عمر بن عبدالعزیز کو مصداق نہیں بنانا چاہیے، چونکہ ان کا اصلی مدعا ہی یہی ہے کہ قرآن میں امام مہدیؑ کا ذکر نہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ قرآن اتنے مہم مسئلہ کو بیان نہ کرے۔؟

۱۔۳۔ متن قرآن کے مخالف نہ ہو

تمام مسلمانوں بشمول غامدی صاحب اس بات کے قائل ہیں کہ احادیث کے متن اس وقت قابل قبول ہے جب وہ قرآن اور سنت کے خلاف نہ ہو۔ یہ نظریہ نہیں پایا جاتا کہ قرآن میں موجود ہو۔ خود غامدی صاحب نے حدیث کے متن کی بحث میں اس مطلب کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ کوئی بھی مطلب قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو، نہ کہ قرآن میں موجود ہو۔ جب کہ اپنے دلائل میں انہوں نے کہا کہ قرآن میں موجود ہو۔ یہ خود ان کے مبادئی اور اصولوں کے خلاف ہے۔[18] جیسا کہ حدیث کے متن میں غامدی صاحب نے اعتراف کیا ہے کہ متن عقل نقل اور قرآن کے خلاف نہ ہو، اس نظریے کو ہم قرآن پر تطبیق کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ امام مہدی(عج) کے ظہور کا نظریہ قرآن کے خلاف نہیں۔

۱۔۴۔ امام مہدی(عج) کے نہ آنے کی خبر قرآن میں کیوں نہیں

جیسا کہ غامدی صاحب کا نظریہ ہے کہ ہر مہم مطلب قرآن میں آنا چاہئے تو یہ مہم مطلب بھی قرآن میں آنا چاہیئے تھا کہ کسی امام کا ظہور نہیں ہوگا۔ چونکہ اگر ہم دقت سے روایات اور تاریخ کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ عقیدہ اس وقت کے اصحاب میں پایا جاتا تھا۔ بلکہ دوسرے ادیان میں بھی یہ عقیدہ پایا جاتا تھا کہ ایک منجی آئے گا جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ اس عقیدہ کی نفی آنے چاہئے تھی۔ اس عقیدہ کی نفی ہمیں قرآن سے نہیں ملی۔ اور اس قانون کے مطابق یہ نظریہ قرآن کے خلاف نہیں۔

۱۔۵۔ مہم عقیدہ کا قرآن میں ہونا ضروری ہے، کا ماخذ

اگر ہر مہم عقیدہ کا صراحت کے ساتھ قرآن میں ہونا ضروری ہے تو اس کا ماخذ کیا ہے، یہ مطلب ہم نے کہاں سے استنباط کیا ہے کہ ہر مہم مطلب کا قرآن میں ہونا ضروری ہے؟ اس پر کوئی قرآنی آیت یا روایت پیش کریں، جہاں تک قرآنی آیات کا تعلق ہے وہاں بھی ثابت ہو جائے گا کہ وہ کلیات سے مربوط ہے نہ کہ جزئیات سے۔ خود یہ متن موجود نہیں کہ ہر مہم عقیدہ کا قرآن میں صراحت کے ساتھ ذکر ہے۔

2۔ روایات کا عمر بن عبدالعزیز پر تطبیق کرنے پر نقد

۲۔۱۔ جعلی روایات کا ایک فرد پر تطبیق ہونا

اگر امام مہدی(عج) کے بارے میں ساری روایات ایسی ہیں جن پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا، تو غامدی صاحب کیسے عمر بن

عبدالعزیز کو ان روایات کا مصداق قرار دے رہے ہیں۔ یہ کیسا اتفاق ہے کہ ایک طرف ہم یہ مان رہے ہیں کہ روایات ساری جھوٹی ہیں اور ایک طرف یہ بھی مان رہے ہیں کہ کچھ روایات جس میں ایک فیاض خلیفہ کے آنے کی خبر دی گئی ہے، ایک شخص میں پائی بھی جاتی ہیں، ایک ہی فرد پر ان ساری علامات کا تطبیق کرنا جو مختلف ادوار میں گھڑی گئی ہوں، خلاف عقل نہیں؟۔ اگر وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ روایات میں صرف ایک ہی خبر دی گئی ہے جو فیاض خلیفہ آنے کی خبر ہے تو یہ کلام لغو ہو جاتا ہے، اس وجہ سے کے اور بھی اس طرح کے خلیفہ آ سکتے ہیں۔ اس خبر کے سب مصداق بن جائیں گئے۔ جب کہ روایت میں ایک خلیفہ کی بات کی گئی ہے۔

۲۔ ۲۔ عمر بن عبدالعزیز کو اپنے امام مہدی ہونے کا علم نہ ہونا

کیا عمر بن عبدالعزیز کو یہ پتہ تھا کہ وہ امام مہدی ہے؟ جب خود عمر بن عبدالعزیز کو پتہ نہیں چلا کہ وہ امام مہدی ہیں تو ۲۱ صدی میں پیدا ہونے والے فرد کو کیسے پتہ چل گیا۔؟ یہ کیسی خبر ہے کہ جس کے بارے میں دی گئی اسے پتہ ہی نہیں لیکن قیامت تک صرف ایک شخص کو خبر ہوئی کہ یہ شخص وہ تھا۔

۲۔ ۳۔ عمر بن عبدالعزیز کا امامت کا دعویٰ نہ کرنا

غامدی صاحب کے نزدیک عمر بن عبدالعزیز امام مہدی تھے، لیکن نہ انہوں نے دعویٰ کیا اور نہ عوام کو پتہ چلا۔ جب کہ ان کی علامات میں سے بیعت لینا، لشکر کی قیادت کرنا وغیرہ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ آگاہی کے ساتھ آئیں گے اور عوام کو بھی علم ہو گا تب عوام ان کی مدد کر سکے گی۔ ان کے مطابق امام مہدی(عج) بالفرض ظہور کریں تو امامت کا دعویٰ نہیں کریں گے اور نہ امام مہدی(عج) کو پتہ ہو گا کہ وہ امام ہیں، جو خلاف عقل ہے۔

۲۔ ۴۔ امام کون بنائے گا؟

کیا امام کو فرد خاص بنائے گا۔ ؟ اگر غامدی صاحب یا کسی اور شخص کے تشخیص دینے سے امام بنتے ہیں جیسے غامدی صاحب نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز امام مہدی(عج) ہیں تو وہ امام مہدی(عج) بن گئے؟ اگر ایسا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ عمر بن عبدالعزیز اکیسویں صدی تک امام مہدی نہیں تھے۔ چونکہ اکیسویں صدی تک انہیں کسی شخص نے تشخیص نہیں دیا تھا کہ یہ امام مہدی ہیں۔ جب کہ غامدی صاحب کا قطعاً یہ عقیدہ نہیں کہ عمر بن عبدالعزیز اب امام مہدی بن گئے یا انہوں نے بنایا۔ ان کا نظریہ ہے کہ انہوں نے کشف کیا کہ وہ تھے۔

۲۔ ۵۔ رسول خدا کی پیشین گوئی کا عوام کے نزدیک ثابت نہ ہونا

اگر روایات میں مذکور خلیفہ عمر بن عبدالعزیز ہیں تو یہ مطلب طول تاریخ میں عوام کے نزدیک ثابت نہیں ہوا، اس پیشین گوئی کو عوام کے نزدیک ثابت ہونا تھا۔ حداقل یہ پیشین گوئی یہود و نصاریٰ پر ثابت نہیں ہوئی کہ جسے وہ دیکھ کر ایمان لا سکیں۔ پیشین گوئی کا مطلب قطعاً یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ ہو جائے لیکن عوام اسے درک نہ کر سکیں والّا اس پیشین گوئی کا کوئی ثمرہ نہیں رہتا، کلام لغو ہو جاتا ہے۔ یہ پیشین گوئی عوام کے نزدیک ثابت ہو گی نہ

کہ خدا کہ نزدیک یا کسی خاص شخص کے نزدیک۔

۲۔۶۔ عمر بن عبدالعزیز کو فیاض خلیفہ ماننے نہ ماننے سے فرق نہیں پڑتا

خود غامدی صاحب کے نزدیک یہ مسئلہ عقائد سے باہر ہے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کو خلیفہ مانیں یا نہ مانیں۔ یعنی اگر ہم اس نظریے کو قبول نہ کریں تب بھی کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لیکن جس مہدی(ع) کے ہم قائل ہیں اس میں ایسا نہیں ہے کہ اس کے ظہور پر ایمان لائیں یا نہ لائیں اس کی مدد کریں یا نہ کریں، اس کی بیعت کریں یا نہ کریں؟ غامدی صاحب کے نظریے کے پیش نظر بھی ہم غلط نہیں ہیں۔

۲۔۷۔ امام مہدی کی مشترکہ علامات میں سے کسی ایک کا بھی عمر بن عبدالعزیز پر تطبیق نہ کرنا

وہ احادیث جو شیعہ اور سنی دونوں نے نقل کی ہیں اور محدثانہ معیار پر پورا اترتی ہیں۔ ان احادیث میں امام مہدی(ع) کی جو علامات بیان ہوئی ہیں ان علامات میں سے کوئی علامت بھی عمر بن عبدالعزیز پر تطبیق نہیں کرتی۔ آخر وہ کونسی علامات ہیں جو حرف بہ حرف پیغمبر کے قول کے مطابق عمر بن عبدالعزیز میں پائی جاتی ہیں۔ امام مہدی کا نام، نبی کے نام پر، لقب مہدی، اولاد فاطمہ سے ہونا، دجال کا خروج، سفیانی لشکر کا خروج وغیرہ ان میں سے کوئی علامت بھی ابھی ظاہر نہ ہوئی نہ کبھی پہلے ظاہر ہوئی۔ غامدی صاحب کا کہنا ہے کہ بالفرض ان روایات کو جن میں امام مہدی(ع) کی علامات بیان کی گئی ہیں، درست مانیں تو وہ روایات عمر بن عبدالعزیز پر تطبیق کرتی ہیں، ہم نے امام مہدی(ع) کی علامات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ یقیناً غامدی صاحب نے بھی ان روایات کو دیکھا ہوگا، جن علامات پر مسلمانوں کا عقیدہ ہے ان میں سے ہمیں تو کوئی علامت بھی نظر نہیں آئی جو عمر بن عبدالعزیز پر تطبیق کرتی ہو۔ وہ کونسی علامات ہیں جو انہوں نے احادیث کی روشنی میں عمر بن عبدالعزیز پر تطبیق کردی۔؟

۲۔۸۔ حرف بہ حرف کی قید

کس دلیل کی بناء پر وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی اُن کے حق میں حرف بہ حرف پوری ہو چکی ہے۔؟ حرف بہ حرف کی عبارت تب وہ استعمال کر سکتے ہیں جب وہ یہ قبول کریں کہ حرف بہ حرف روایات درست ہیں۔ جب حرف بہ حرف روایات درست نہیں تو ان کی تطبیق حرف بہ حرف کیسے ہو گئی۔

۲۔۹۔ عمر بن عبدالعزیز کا امام مہدی(ع) کے بارے میں نظریہ

عمر بن عبدالعزیز بھی چونکہ خلیفہ رہے، اور امام مہدی(ع) کے عقیدہ کے بارے میں نہ فقط چند روایات ہیں بلکہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو اصحاب بھی رکھتے تھے بلکہ دوسرے ادیان والے بھی یہ عقیدہ رکھتے تھے، عمر بن عبدالعزیز بھی جانتے ہوں گے کہ ایک فیّاض خلیفہ آئیں گے، خود تو انہوں نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ امام مہدی(ع) ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بھی کسی اور کو امام مہدی(ع) سمجھتے رہے۔ یعنی غامدی صاحب کے نزدیک جو امام مہدی ہوگا وہ

کسی دوسرے کو امام مہدی (ع) سمجھتا رہے گا۔

۲۔۱۰۔ بیانات میں تضاد

اپنی کتاب میں انہوں نے کہا کہ کچھ روایات درست ہیں جو عمر بن عبدالعزیز پر تطبیق کرتی ہیں لیکن ایک انٹرویو میں کہا کہ ساری روایات جعلی ہیں اگر بالفرض ہم ان روایات کو درست مانیں تو وہ عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ ایک اور انٹرویو میں کہا کہ جو روایات درست ہیں ان میں فیاض خلیفہ کی بات آئی ہے وہ فیاض خلیفہ عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ بعض بیانات میں ساری روایات کو جعلی قرار دیا، بعض بیانات میں کچھ روایت کو درست قبول کیا۔

3۔ متواتر احادیث میں امام مہدی کا ذکر نہیں پر تنقید

۳۔۱۔ جاوید احمد غامدی کے نزدیک حدیث متواتر اور نقد معیار نقل علم (ان کا اپنا نظریہ)

چنانچہ ہمارے نزدیک تواتر خالص "نقل علم" کی اصطلاح ہے، یہ کوئی مذہبی اصطلاح نہیں ہے، لہٰذا کوئی خبر واحد کسی قطعی حقیقت کو بیان کرکے متواتر بن جاتی ہے، نہ اس کے ثبوت کے لیے افراد کی تعداد کو طے کرنے کا حق مذہبی علما کو حاصل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تواتر کے اسی محکم ذریعۂ نقل علم کو خدا کا دین پہنچانے کے لئے اختیار کیا ہے۔ اللہ کے رسول نے خدا کے کلام کو اپنے حدوث کے وقت ہی سے انسانوں کی اتنی بڑی تعداد کو سنایا، لکھایا، دہرایا جن کا جھوٹ پر جمع ہونا عقلاً محال تھا، اسی لیے آج بھی ہم پورے اعتماد سے دنیا کو یہ بتا سکتے ہیں کہ یہ کلام دو، چار، آٹھ افراد نے نہیں، بلکہ انسانی نسلوں نے منتقل کیا ہے، بالکل ایسے جیسے یہ نسلیں آج بھی حقائق منتقل کرتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ سے منسوب باتیں ہم تک خبر آحاد ہی کے طریقے پر منتقل ہوئی ہیں۔ یہ آپ کی زندگی کا تاریخی ریکارڈ ہے۔ کسی خبر واحد پر اگر ہمارا اطمینان ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ سے منسوب صحیح بات ہے اور اس میں دین سے متعلق کوئی ایسی مستقل بالذات ہدایت بیان نہیں ہوئی جو دین کے اصل ماخذ ـــــ قرآن و سنت ـــــ میں موجود نہیں ہے تو ہر وہ خبر واحد بھی اسی بنا پر واجب اطاعت ہے۔ اس مقصد کے لیے اس خبر آحاد کے نقل کی کیفیت کو تبدیل کرنا اور اسے قرآن مجید کے برابر لا کھڑا کرنا خلاف حقیقت ہے، اس لیے کسی حدیث پر متواتر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔[19]

تنقید

ان کے نزدیک تواتر ایک علمی اصطلاح ہے نہ کہ دینی اصطلاح۔ اس لیے اس کا مفہوم علماء مشخص نہیں کر سکتے بلکہ علم مشخص کرے گا۔

1. اصطلاح طے کرنے کا حق علماء کو نہیں

جاوید احمد غامدی صاحب کا کہنا ہے کہ تواتر نقل علم کی اصطلاح ہے۔ اس لیے اسے طے کرنے کا حق علماء کو نہیں۔ سوال یہ ہے کہ نقل علم کون کرے گا؟ نقل علم کی اصطلاح کون وضع کرتا ہے جو اس علم سے آگاہ نہیں۔ ؟ یا جو ان علوم سے آگاہ ہیں انہیں علماء کہتے ہیں۔ جب علماء کو اصطلاح طے کرنے کا حق نہیں تو جہلاء کو بدرجہ اولیٰ اس اصطلاح کی تعریف وضع کرنے کا حق نہیں۔

2. علمی اصطلاح، خود علم کے ماہرین طے کرتے ہیں۔

کسی علم کا ماہر وہی ہوتا ہے جو اس علم کی اصطلاحوں سے خوب واقف ہو۔ تواتر، احادیث کے اندر حدیث کے علم کی اصطلاح ہے، اس اصطلاح کی تعریف بھی محدّثین کریں گے کہ ان کی اس سے کیا مراد ہے؟ جاوید احمد غامدی صاحب دینی علماء میں تو شمار نہیں ہوتے اور نہ محدّثین میں۔ اس لیے ایک علمی اصطلاح کا ایک جدید مفہوم نہیں دے سکتے، چونکہ ہر اصطلاح کا مفہوم اسی علم کے اندر وہی ہے جو اسی علم کے ماہرین بتاتے ہیں۔ اصطلاح کی تعریف وہ لفظ جس کے کوئی خاص معنی کسی علم یا فن وغیرہ کے ماہرین نے یا کسی جماعت نے مقرر کر لیے ہوں۔ یعنی یہ حق اسی علم کے ماہرین کو ہے نہ کہ کسی اور کو۔ اگر یہ حق علماء کو نہیں تو کسی اور کو بھی۔

3. تواتر کی دلالت، منطوق سے باہر نہیں (جتنا مطلب بیان ہوا اتنی دلالت ہونی چاہیے)۔

جاوید احمد غامدی صاحب کے نزدیک ایک خبر کو اگر اس حد تک افراد نقل کریں کہ وہ یقین تک پہنچ جائے، وہ حجت نہیں کیوں کہ ایک خبر کی دلالت صرف اسی حد تک ہے جتنی مقدار میں خبر بیان ہوئی ہے۔ اس سے ہٹ کر مطلب پر دلالت نہیں کرتی۔ جیسے محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ کے بندے تھے، اس خبر سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ سچے رسول بھی تھے۔ اس خبر سے سچے رسول ثابت نہیں ہوتا۔ یہ والا تواتر جو انہوں نے بیان کیا ہے اس تواتر تو کوئی بھی قبول نہیں کرتا۔ فعلا ہم اسی پر بات کر رہے ہیں جتنا متن اتنی دلالت۔

تواتر میں فعلا بحث یہ ہے کہ جتنی خبر نقل ہوئی اتنی دلالت قابل قبول ہے یا نہیں۔ غامدی صاحب، متن کے مفہوم سے ہٹ کر تواتر مراد لیتے رہے۔

4. خبر کا غلط مفہوم بیان کرنا

جاوید احمد غامدی صاحب نے خبر اور علم کو الگ کیا پھر کہا کہ ان کے مطابق تواتر وہاں ہے جہاں نقل علم ہو، نہ نقل خبر۔ جب کہ دونوں کی مثالیں ایک جیسی ہیں، مفہوم کے لحاظ سے وہ فرق کرتے ہیں کہ علم اور چیز ہے اور خبر اور چیز لیکن ان کے مصادیق تو ایک جیسے ہیں۔ جب کہ خبر خود ایک علمی اصطلاح ہے، جس کا مطلب حدیث ہے نہ کہ کسی واقعہ یا حادثہ کی معلومات۔

خبر کی تعریف وہ ایک معلومات کو لیتے ہیں جو زمانہ ماضی میں ہو یا آئندہ زمانے میں۔ جبکہ علم حدیث میں خبر

سے مراد وہ حدیث ہے جو نبی اکرم ﷺ سے صادر ہو۔ غامدی صاحب کا مسئلہ ایک اصطلاح کا نہیں ہے بلکہ ساری اصطلاحوں کا ہے اور وہ اس علم کی اصطلاح کو بدلنا چاہتے ہیں جس کے ماہر نہیں۔

5. حدیث کا درست مفہوم

جب ہم علم الحدیث میں تواتر کی بحث کرتے ہیں تو روایات کے اوپر بحث کرتے ہیں اور اخبار یعنی احادیث کو مد نظر رکھتے ہیں چاہے ان احادیث میں کوئی معلومات ہوں، تاریخی واقعات ہوں یا اخلاق ہو یا احکام ہوں۔

6. غامدی صاحب کے لیے راہ حل

غامدی صاحب یہ کر سکتے تھے کہ تواتر کی چند اقسام ہیں، ان اقسام میں سے فلاں تواتر حجت ہے اور فلاں حجت نہیں۔ لیکن انہوں نے اصل مفہوم تواتر کو غیر علمی اور غیر منطقی انداز میں زیر بحث لایا اور شبہات ایجاد کیے۔

4. غامدی صاحب کے اصلی نظریے پر نقد

غامدی صاحب کے خود اس نظریے پر بہت سے اشکال وارد ہوتے ہوتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۴۔۱۔ امام مہدی(ع) کا علم رکھنے والی واحد تاریخی شخصیت

غامدی صاحب جس نظریے کہ قائل ہیں اس نظریے کے مطابق انہیں یہ قبول کرنا ہوگا وہ اس فیّاض خلیفہ سے زیادہ اعلم ہیں جس کا پورا جہان انتظار کر رہا ہے۔ ان کے بقول وہ فیّاض خلیفہ عمر بن عبدالعزیز تھے۔ خود عمر بن عبدالعزیز کو تو خبر نہ ہوئی کہ وہ فیاض خلیفہ ہیں، جب کہ غامدی صاحب نے فقط تاریخ کا مطالعہ کرکے پہچان لیا۔ تو غامدی صاحب اس مسئلہ میں خود عمر بن عبدالعزیز، اصحاب اور آئمہ اربعہ جن سے اہل سنت دین لیتے ہیں بہتر ہوئے چونکہ غامدی صاحب نے ساری روایات کے پیش نظر ایک فیّاض خلیفہ پہچان لیا جس کی رسول خدا ﷺ نے پیشین گوئی کی تھی۔

۴۔۲۔ غامدی صاحب کا نظریہ عقل، نقل اور قرآن کے خلاف

خود غامدی صاحب نے متن حدیث کی بحث میں اسے قبول کیا ہے کہ متن حدیث اس وقت قبول کیا جائے گا جب وہ عقل، نقل اور قرآن کے خلاف نہ ہو۔ کیا امام مہدی(عج) کا عقیدہ عقل، نقل یا قرآن کے خلاف ہے؟ اس کے برعکس غامدی صاحب کا نظریہ عقل کے بھی خلاف ہے جیسا کہ ہم دلائل دے چکے ہیں، نقل کے بھی خلاف ہے، بہت ساری روایات جنہیں وہ جعلی قرار دیتے ہیں ان میں امام مہدی(عج) کے ظہور کی بات آئی ہے۔ جاوید احمد غامدی صاحب کا نظریہ اگر قرآن پر تطبیق کریں تب بھی فٹ نہیں آتا چونکہ قرآن میں اللہ کے خلیفہ کے ظہور کا انکار نہیں، اگر احادیث پر پرکھا جائے تو صد در صد احادیث کے خلاف بھی ہے۔ احادیث میں مفہوما بھی جس خلیفہ کی بات کی گئی ہے وہ خلیفہ، اور جسے غامدی صاحب خلیفہ سمجھتے ہیں اس میں بھی کوئی ربط نہیں پایا جاتا ہے۔

خود یہ نظریہ ایک افسانہ بن جائے گا۔

۴۔ ۳۔ قیامت تک کی عوام کو امام مہدی(ع) کے ظہور کا پتہ نہ چلنا

جاوید احمد غامدی صاحب کے علاوہ، عمر بن عبدالعزیز کے زمانے کی عوام اور بعد والی عوام کو یہ علم نہ ہو سکا کہ امام مہدی(عج) کون ہیں۔ ؟ پس ان کے مطابق امام مہدی(عج) کا ظہور کا علم کسی کو نہ ہو گا۔ حتی خود امام مہدی(عج) کو بھی پتہ نہیں چلے گا۔ جب خود امام مہدی(عج) کو پتہ نہیں چلے گا تو عوام کو کیسے پتہ چلے گا۔ ؟

۴۔ ۴۔ اہل سنت کے آئمہ اربعہ سے ناقص دین ملنا

اہل سنت کے فقہ کے چار بڑے امام ہیں، جن کی تمام اہل سنت اتباع کرتے ہیں۔ اصول اور فقہی قواعد کو ان چار اماموں سے لیتے ہیں۔ اہل سنت کا اجماع ہے کہ دین صرف ان چار سے لینا ہے۔ ان چاروں اماموں کا امام مہدی(عج) کے بارے میں خاص عقیدہ تھا تو کیا آپ یہ قبول کرتے ہیں کہ ان کا یہ عقیدہ درست نہیں تھا؟ اگر ان ایک مہم مسئلہ میں عقیدہ درست نہیں تھا تو قطعاً دوسرے مسائل میں بھی ان کا عقیدہ درست نہیں ہو گا۔ جب ان کے عقائد درست نہیں تو فقہی قواعد کیسے درست ہو سکتے ہیں؟ بس یہ قبول کریں کہ بہت سے مسائل میں وہ بڑے نہیں تھے جنہیں یہ سمجھ نہیں آئی کہ انہوں نے غلط عقیدہ اپنایا ہوا ہے اس سے بھی بڑھ کر ان کا امام مہدی(عج) گزر چکا اور انہیں کانوں کان خبر نہیں ہوئی۔ تو باقی جو دین ان بزرگان سے لیا گیا وہ بھی خدشہ دار ہو جاتا ہے۔

۴۔ ۵۔ کیا کوئی اور حکمران بھی امام مہدی (عج) ہو سکتا ہے؟

اگر طول تاریخ میں کوئی اور ایسا خلیفہ مل جائے جس میں عمر بن عبدالعزیز کی سیرت پائی جائے تو کیا وہ بھی امام مہدی ہو گا؟ اور کیا کوئی اور خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کی سیرت پر عمل نہیں کر سکتا؟ چونکہ اگر کرے تو وہ امام مہدی(عج) ہو گا؟ اگر اور بھی لوگ فیاض خلیفہ بن سکتے ہیں تو حدیث کی پیشین گوئی لغو ہو جاتی ہے۔ چونکہ حدیث میں ایک خلیفہ کی بات آئی ہے۔ اگر کوئی اور خلیفہ فیاض نہیں ہو سکتا تو یہ ایک طرح کا جبر ہو گا کہ اللہ کی طرف سے کوئی خلیفہ فیاض نہیں بن سکتا۔

۴۔ ۶۔ ذاتی خیالات کی نسبت کسی شخصیت کی طرف دینا

عیسائیوں کے گمراہ ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ جو تعلیمات حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور جو عقائد خود انہوں نے سوچے تھے ان کی نسبت عیسیٰؑ کی طرف دینے لگے۔ جب کہ عیسیٰؑ نے انہیں ایسا نہیں کہا تھا۔ البتہ عیسائی یہ کہتے ہیں کہ وہ عیسیٰؑ کے تعلیمات کے مطابق ان کا عقیدہ ہے۔ لیکن غامدی صاحب سے سوال ہے کہ کیا جنہیں آپ امام مہدی(عج) کہ رہے ہیں یہ ان کی تعلیمات ہیں؟ کیا یہ عقیدہ انہوں نے سیکھایا؟ جب نہیں تو جیسے آپ کو حق حاصل ہے کہ اپنے خیالات کو عمر بن عبدالعزیز کی طرف نسبت دیں، اسی طرح دوسروں کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ آپ کے عقیدے کو من گھڑت اور بے بنیاد قرار دیں۔ جس طرح آپ کو حق حاصل ہے کہ آپ

اسے گذشتہ زمانے پر تطبیق دیں اسی طرح باقی محدثین اور علماء کو حق ہے کہ وہ آئندہ زمانے پر تطبیق دیں۔

۴۔۷۔ قرآن اور احادیث میں امام مہدی (عج) کا انکار نہیں

جیسا کہ یہ واضح ہے تمام ادیان میں یہ طے ہے کہ ایک منجی ظہور کرے گا، عیسائی بھی اس کے قائل ہیں کہ عیسیٰؑ زمین پر آئیں گے۔ مسلمانوں میں یہ نظریہ بعد میں آیا پہلے دوسرے ادیان میں موجود تھا، اگر یہ محض افواہ اور جھوٹ ہوتا تو پیغمبر ﷺ بار بار اس کی نفی کرتے؟ ایک ضعیف حدیث بھی ایسی نہیں کہ جس سے یہ نظریہ نکلتا ہو کہ امام مہدی (عج) کے بارے میں عقیدہ درست نہیں۔۔۔ شارع مقدس پر لازم تھا کہ اگر یہ نظریہ غلط ہے اس کی تردید کریں۔ جب کہ کسی طریقہ سے بھی تردید نہیں ملتی۔

۴۔۸۔ کثیر روایات میں امام مہدی (عج) کے لقب میں اختلاف نہیں

اگر مان لیں کہ ساری روایات جعلی ہیں تو یہ کیسے مان لیں کہ سب اسلامی روایات میں ایک ہی نام ذکر ہوا ہے۔ جعلیات کی صورت میں مختلف نام اور مختلف لقب ذکر ہونے چاہیے تھے۔ خود بھی تسلیم کر رہے ہیں کہ مہدی، عمر بن عبدالعزیز ہیں۔

۴۔۹۔ باقی دین اور اصحاب رسولؐ زیر سوال چلے گئے

جب ہم یہ قبول کرتے ہیں کہ امام مہدی (عج) کے ظہور کا نظریہ خود نبی کے زمانے سے پہلے کا تھا، اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے اس کی تردید نہیں کی۔ اور اصحاب رسولؐ کو بھی اشتباہ ہوا اور وہ پراپیگنڈہ کا شکار ہوئے تو خود اصحاب کا اعتبار بھی ختم ہو جاتا ہے چونکہ باقی جو دین ان سے لیا ہے اس پر کیسے اعتماد کریں، جس پراپیگنڈے کا وہ شکار ہوئے اور انہیں سمجھ نہ آئی اور اکیسویں صدی کے بندے کو سمجھ آگئی ان سے بہتر تو اکیسویں صدی کا یہ فرد ہے جس کی تحقیق ان اصحاب سے بہتر ہے۔ باقی جو دین انہوں نے اصحاب سے لیا وہ بھی اس طرح زیر سوال چلا جاتا ہے۔

۴۔۱۰۔ ابن خلدون کا نظریہ اپنانا، ایک غیر علمی، غیر عقلی روش

یہ بڑی واضح بات ہے کہ تاریخ اور علم الحدیث میں دو الگ موضوع ہیں۔ غامدی صاحب نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ ابن خلدون ایک مورخ ہے نہ ایک رجالی یا علم الحدیث کا ماہر۔ راویوں کی جرح و تعدیل میں صاحب نظر نہیں، ابن خلدون کو احادیث کی جرح کا حق ہی نہیں چونکہ وہ علم الحدیث کا متخصص نہیں۔ اس کی نظریے کو اپنایا نہ اس کی دلیل کو۔ کس دلیل کی بناء پر ابن خلدون احادیث کو ضعیف قرار دیا یہ دیکھے بغیر اس کی بات مان لی۔ ضد کرنی ہی تھی تو ایک مورخ کا حوالہ، جرح حدیث میں کیوں؟

۴۔۱۱۔ امام مہدی (عج) کا دوسری آسمانی کتابوں میں ذکر

مختلف سنی شیعہ کتب میں امام مہدی (عج) کے حوالے سے نبی اکرمؐ کی روایات کی تعداد اتنی زیادہ ہیں کہ کوئی بھی اس امر کا انکار نہیں کر سکتا۔ یہ نظریہ ایسا نہیں کہ ایک وقت میں پیدا ہوا۔ بلکہ یہ نظریہ دوسرے ادیان میں بھی

پایا جاتا تھا اور دین اسلام میں بھی پایا جاتا ہے۔[20]

آج بھی زمینی تحقیق کی جائے تو معلوم ہو گا کہ تمام آسمانی ادیان کے پیروکار ایک منجی کے انتظار میں ہیں۔ ان کے عقیدہ کا حصہ ہے کہ ایک منجی آئے گا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ یعنی قرآن کے نزول سے قبل یہ عقیدہ موجود تھا۔ تو اس عقیدے کی تردید قرآن اور احادیث میں آنی چاہیے تھی۔ اگر احادیث متواتر کو ہم رد کرتے ہیں تو کم از کم اس سابقہ عقیدے کے رد پر کچھ مطلب تو قرآن اور حدیث سے ملتا کہ منجی کوئی نہیں آنے والا۔

۴۔۱۲۔ قرآن اور احادیث کے مقابلے میں تاریخ لانا

حکم شرعی کو استنباط کرنے کے جو ماخذ ہیں اس میں قرآن اور سنت بلا اختلاف ہیں۔ تاریخ کو حکم شرعی کو اخذ کرنے کا ذریعہ قرار نہیں دیا گیا، اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ تاریخ پر زیادہ اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر غامدی صاحب بھی اتفاق کریں گے۔ لیکن عقائد کی بحث کو غامدی صاحب ایک سانحہ اور واقعہ کی طرف لے گئے اور ایک تاریخی واقعہ کے ساتھ جوڑ کر عقائد سے خارج کر دیا۔

یہاں سوال یہ ہے کہ جب غامدی صاحب احادیث کے معاملے میں اتنے محتاط ہیں کہ انہوں نے احادیث متواتر کا بھی انکار کر دیا، لیکن انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں جو تاریخ بیان ہوئی ہے اسے حرف بہ حرف کیسے قبول کر لیا ہے؟ وہاں انکار کی کوئی گنجائش کیوں نہیں رکھی؟ کیا عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں اطلاعات جعلی نہیں ہو سکتی ہیں؟ عقلی امکان تو ہے۔ جس طریقہ سے انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کی تاریخ کو قبول کیا ہے اسی طریقہ سے وہ امام مہدی (عج) کے بارے میں احادیث کو کیوں قبول نہیں کرتے۔؟ قرآن اور حدیث کے مقابلے میں تاریخ کو آپ عقائد کے اندر نہیں لا سکتے، ایک چیز قرآن اور حدیث میں بیان ہوئی اور ایک چیز تاریخ میں۔ جن کا آپس میں کوئی ربط ہی نہیں اسے غامدی صاحب زبردستی ربط دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان کی سوچ، ماضی کے واقعات پر اثر انداز ہے۔۔۔ بات سوچنے کی تو ہے، احادیث متواتر جن کو رسول خداؐ سے نسبت دی گئی ہے۔ اصحاب ناقل ہیں، تابعی، تبع تابعی، فقہا، علماء ۔۔۔ان سے اگر غلطی ہو سکتی ہے تو کیا عمر بن عبدالعزیز کی تاریخ لکھنے میں غلطی نہیں ہو سکتی۔

۴۔۱۳۔ احادیث پر محدّثانہ تنقید

غامدی صاحب نے اپنی کتاب میزان کے صفحہ ۱۷۷ میں لکھا ہے کہ امام مہدی (عج) کے ظہور کی احادیث محدّثانہ تنقید کے معیار پر پورا نہیں اترتی۔ اب علمی روش یہ تھی کہ وہ اپنی کتاب میں لکھتے فلاں نے محدّث نے ان احادیث پر جرح کی ہے، اُن احادیث کی اسناد میں ضعف دیکھاتے یا متن میں تعارض دیکھاتے۔ احادیث کے ضعف کی وجہ بتاتے۔ اس کے برعکس امام مہدی (عج) کے بارے میں احادیث محدثین کے معیار پر پورا اترتی ہیں۔ اس کے علاوہ جو روایات وہ قبول کرتے ہیں وہ بھی درج کرتے کہ یہ روایات قابل قبول ہیں۔ اپنے دلائل کا تفصیل سے

ذکر کرتے۔ لیکن اس علمی روش سے ہٹ کر انہوں نے یوٹیوب چینل پر کچھ تفصیل دی ہے اور جو دلائل دیے، وہ بہت ہی ضعیف ہیں جنہیں ہم دوسرے مقالے میں زیر بحث لائیں گے۔

اگر کچھ محدثین نے کچھ روایات کو ضعیف قرار دیا ہے تو کچھ محدثین نے انہیں روایات کو معتبر جانا ہے۔ صرف ان محدثین کو کیوں قبول کیا گیا جنہوں نے روایات کو قبول نہیں کیا؟ ایسی صورت میں دو طرفہ محدثین کے دلائل لاتے، اور ان محدّثین کو عوام کے سامنے رکھتے، ان کے ضعف کو بھی سامنے رکھتے۔

نتیجہ

امام مہدی (عج) کا نظریہ قرآن اور احادیث سے ثابت ہے۔ یہ عقیدہ فقط مسلمانوں میں نہیں پایا جاتا بلکہ اسلام سے پہلے دوسرے ادیان میں بھی پایا جاتا ہے۔ امام مہدی (عج) کے ظہور کا عقیدہ کسی خاص زمانے میں اختراع نہیں ہوا خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے ہی تھا، اصحاب رسول، تابعی، تبع تابعی، ائمہ اربعہ وغیرہ نے اس عقیدہ پر تاکید کی ہے۔ اگر یہ عقیدہ من گھڑت ہوتا تو پیغمبر کی کوئی ایک حدیث تو مل جاتی کہ کسی منجی نے نہیں آنا۔ امام مہدی (عج) کا عقیدہ اس قدر جزئیات سے بیان ہونا اور اس کا رد نہ آنا اس کے ہونے پر دلیل ہے۔ احادیث میں تو یہ عقیدہ تفصیل سے وارد ہوا ہے۔ اگر وہ احادیث بے بنیاد ہیں تو قطعاً کسی دوسرے شخص پر بھی تطبیق نہیں کر سکتی۔ غامدی صاحب کے امام مہدی (عج) کے ظہور نہ ہونے کے بارے میں تین دلائل ہیں۔ ایک غامدی صاحب کے مطابق قرآن میں امام مہدی (عج) کا کہیں ذکر نہیں، دوسری دلیل ساری احادیث جعلی اور من گھڑت ہیں۔ تیسری دلیل ان کے مطابق اگر بالفرض روایات درست مانی جائیں تو وہ عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ یہ عقلاً کیسے درست ہے کہ ساری جعلی روایات ایک فرد پر تطبیق کریں؟ دوسرا خود عمر بن عبدالعزیز کو علم نہیں۔ جنہیں وہ فیاض خلیفہ مانتے ہیں وہ بھی تو قرآن میں نہیں۔

یہاں چند موارد بیان کیے گے ہیں جن میں یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کو امام مہدیؑ تصور کرنا ایک بے بنیاد نظریہ ہے۔ کاش غامدی صاحب امام مہدی (عج) کی وہ علامتیں بھی بیان کر دیتے جو ان کے بقول حرف بہ حرف عمر بن عبدالعزیز کے حق میں پوری ہو چکی ہیں۔ حدیث، جس کا احتمال ہے کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صادر ہوئی، جب ہم اس کا محاسبہ کرتے ہیں تو غامدی صاحب کے نظریے کا محاسبہ کیوں نہ ہو؟ عوام کو امام مہدی (عج) کا علم نہ ہونا، خود عمر بن عبدالعزیز کو امام مہدی (عج) ہونے کا علم نہ ہونا، عمر بن عبدالعزیز کا امامت کا دعویٰ نہ کرنا، قرآن اور احادیث میں اس نظریہ کا رد نہ آنا اس بات کی دلیل ہے کہ جاوید غامدی صاحب کا نظریہ خود عقل کے خلاف تو ہے ہی، بلکہ نقل کے بھی خلاف ہے۔ وہ روایات جنہیں وہ جعلی کہتے ہیں، ان کے نزدیک جعلی ہیں ان روایات میں امام مہدی (عج) کا ذکر آیا ہے، جب کہ خود غامدی صاحب کے نظریے کی تائید تو نہ عقل سے ملتی ہے نہ نقل سے اور نہ قرآن سے۔ لہٰذا جب ایک حدیث کے متن کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ وہ عقل، نقل اور

قرآن کے خلاف نہ ہو تو غامدی صاحب کے نظریے کی قبولیت کے لئے بھی یہ ضروری ہے۔ جو کہ خلاف ہے۔

*****

References

---

1. https://www.banuri.edu.pk/articles/topic/afkar-o-nazryat, (Accessed Feb, 15, 2025).
2. Javed Ahmad, Ghamdi, *Mizan Imanyat, Qiyamat ki Nishanian*, (Lahore, Al-Mawarid, 2014), 36-37.

جاوید احمد، غامدی، میزان ایمانیات، قیامت کی نشانیاں، (لاہور، المورد، 2014)، 37-36۔

3. Ibid, 60.

ایضاً، 60۔

4. Ibid, 61.

ایضاً، 61۔

5. Ibid,45.

ایضاً، 45۔

6. Ibid,351.

ایضاً، 351۔

7. Ibid, 620-621.

ایضاً، 621-620۔

8. Javed Ahmad, Ghamdi, *Burhan*, (Lahore, Al-Mawarid, 2009), 142.

جاوید احمد، غامدی، برہان، (لاہور، المورد، 2009ء)، 142۔

9. Ibid, 91-92.

ایضاً، 92-91۔

10. https://darultaqwa.org/javid-ahmed-ghamedi-se-mutaliq (Accessed Feb, 15, 2025).
11. .https://www.ghamidi.org/%D8%AA%D9%86%D9%82%DB%8C%D8%AF%D8%A7%D8%AA/ ; https://darultaqwa.org/javid-ahmed-ghamedi-se-mutaliq (Accessed Feb, 15, 2025).
12. Ghamdi, *Mizan Imanyat, Qiyamat ki Nishanian*, 177-178.

غامدی، میزان ایمانیات، قیامت کی نشانیاں، 178-177۔

13. https://www.banuri.edu.pk/articles/topic/afkar-o-nazryat;

https://darultaqwa.org/javid-ahmed-ghamedi-se-mutaliq (Accessed Feb, 15, 2025).

14. Ibid.

ایضاً۔

15. http://www.renaissance.com.pk (Accessed Feb, 15, 2025).
16. https://www.javedahmedghamidi.org (Accessed Feb, 15, 2025).
17. Ghamdi, *Mizan Imanyat*, *Qiyamat ki Nishanian*, 58.

غامدی، میزان، ایمانیات، قیامت کی نشانیاں، 58۔

18. Ibid, 62.

ایضاً، 62۔

19. https://www.javedahmedghamidi.org. (Accessed Feb, 15, 2025). Isaiah Chapter 11 in the Torah website Waliasr. Kitab Ahad Atiq, Kitab Psalms, Psalm 37 (for details visit: https://valiasr-aj.com). (Accessed Feb, 15, 2025).
20. https://valiasr-aj.com (Accessed Feb, 15, 2025).

سائٹ ولی عصر تورات میں اشعیای نبی فصل 11۔۔ کتاب عہد عتیق، کتاب مزامیر، مزمور 37 تفصیل کے لیے ویب سائٹ پر رجوع کریں۔